سلسلہ رسائلِ درسِ سیرت، رسالہ نمبر: 22

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

شانِ عطا و سخا

مرتب: علامہ راشد علی عطاری مدنی
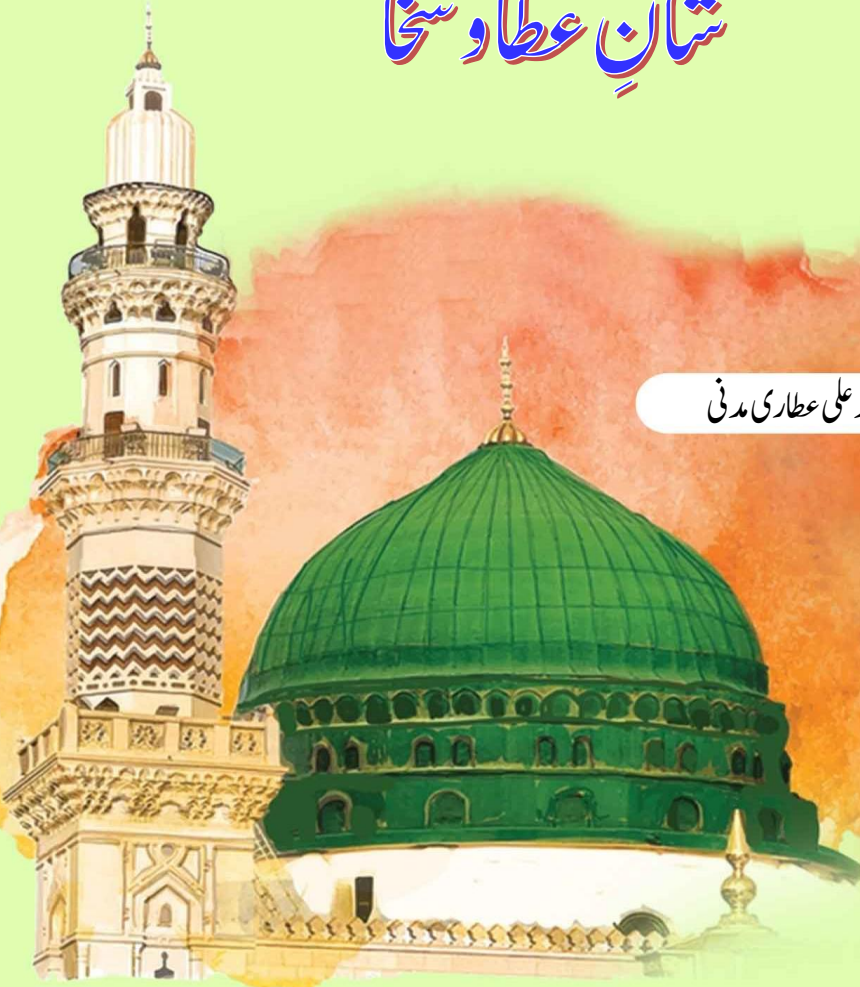
ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

درسِ سیرت کے رسائل کا بائیسواں عنوان

مرتب

مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

پیشکش: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹر نیشنل

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے

اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مُستَطرَف، ج۱، ص۴۰، دارالفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب : رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ عطاو سخا

مرتب : مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

صفحات : 20

اشاعت اوّل: ستمبر 2024 (ویب ایڈیشن)

پیشکش : ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹر نیشنل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عطا و سخا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

نوٹ: یہ درس ماہنامہ فیضان مدینہ کی مدد سے تیار کیا گیا۔

اللہ ربّ العزّت نے اپنے حبیبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وہ رفیع و عظیم مرتبہ عطا فرمایا کہ کسی اور کے حصے میں نہ آیا، ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ(۴)﴾[1] کا سہرا اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سرِ انور پر سجایا اور رہتی دنیا تک کے لئے آپ کے مبارک ذکر کو بلند و بالا فرما دیا، ہر مقبولِ بارگاہ کو ﴿وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى(۵)﴾[2] سے اپنے حبیب کی محبوبیت کا پیغام دے دیا۔ قراٰنِ کریم میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف و توصیف جگہ جگہ مذکور ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قراٰنِ کریم کی ایک ایک آیت رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کو بیان کرتی ہے، قراٰنِ کریم کی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ رفیع کا بیان ہے اور بہت ہی دلچسپ اور عشّاق کی

---

(1) ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30، الم نشرح:4)
(2) ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (پ30، الضحیٰ:5)

آتشِ عشق کو گرما دینے والے تو وہ فرامین ہیں جن میں محبوبِ ربّ العزت، صاحبِ ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی(۳)﴾ [3] اپنی شانِ اقدس کا بیان اپنی ہی مبارک زبان سے فرماتے ہیں، ان میں سے چند روایات مع توضیح و لطیف نکات یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

قاسمِ نعمتِ الٰہیہ:

(1) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی ترجمہ: میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ پاک عطا فرماتا ہے۔ [4]

(2) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَنَا اَجْوَدُ وَلَدِ آدَمَ ترجمہ: میں اولادِ آدم میں سب سے بڑا داتا (سخی) ہوں۔ [5]

ان مبارک فرامین میں حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ امّت، سلطانِ دوجہاں، غمگسارِ انس و جاں، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دو مبارک اسماء "قَاسِم" اور "اَجْوَد" کا ذکر ہے۔

ان دونوں اسمائے مبارکہ کا مفہوم ہے: عطا فرمانے والے، تقسیم فرمانے والے، جود و سخاوت کرنے والے۔

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک شانِ جود و سخاوت کے حوالے سے

---

(3) ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (پ27، النجم: 3)

(4) بخاری، 1/42، حدیث: 71

(5) مسند ابی یعلیٰ، 3/16، حدیث: 2782

سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کریں تو آپ کے قاسمِ نعمت اور صاحبِ جود و سخاوت ہونے کے موضوع کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(1) حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خزائنِ الٰہیہ کے مالک اور مختارِ کل ہیں (2) سائل کو منع نہ فرمانا (3) بے حساب عطائیں فرمانا (4) اپنے پاس جمع نہ رکھنا۔

(1) رسولُ اللہ خزائنِ الٰہیہ کے مالک اور مختارِ کُل ہیں

اہلِ اسلام کا یہ مسلمہ اور واضح عقیدہ ہے کہ دینے والا اور سب اختیارات و قدرت کا مالک اللہ ربّ العزّت ہے اور ربّ کریم نے اپنے حبیبِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سب اختیارات عطا فرما دیئے ہیں جس کا اعلان "انما اَنَا قَاسِمٌ وَاللہُ یُعْطِی" میں بھی واضح ہے۔

شارحِ بخاری علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے حبیبِ مکرّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مالکِ کُل ہونے کا تذکرہ "اَلْمَوَاھِبُ اللَّدُنِّیہ" میں یوں فرمایا: ھُوَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خِزَانَۃُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا یَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْہُ وَلَا یَنْقُلُ خَیْرٌ اِلَّا عَنْہُ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کریم کا ایک پوشیدہ راز ہیں اور احکامِ الٰہیہ کے نفاذ کا مرکز ہیں پس ہر حکم آپ ہی سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر و بھلائی آپ ہی کے ذریعے منتقل ہوتی ہے۔(6)

---

(6) مواہب لدنیہ، 1/27

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ ہے بانٹتے حضور ہیں جسے جو مِلا حضور کے ہاتھوں مِلا کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دَین (یعنی دینے) میں کوئی قید ہے نہ حضور کی تقسیم میں، لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے۔(7)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطاؤں کے تذکرہ پر کئی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کوئی دولت، کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقۃً دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزّوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہوگا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)(8)

ایک اور مقام پر فرمایا: جَعَلَ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی خَزَائِنَ رَحْمَتِہٖ وَنِعَمِہٖ وَ مَوَائِدَ جُوْدِہٖ وَکَرَمِہٖ طَوْعَ یَدَیْہِ، و مُفَوَّضَۃً اِلَیْہِ صَلَّی اللہُ تَعالٰی علیہ وسَلَّم یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَاءُ اللہ تعالٰی نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض و کرم کے خوان ان کے

---

(7) مرآۃ المناجیح، 1/177

(8) فتاویٰ رضویہ، 29/93

ہاتھوں کے مطیع کر دیئے، اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں۔[9]

مزید فرماتے ہیں: دین و دنیا و جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی سب حضورِ اقدس خلیفۃُ اللہ الاعظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابد الا باد تک ملے گی۔[10]

ایک پنجابی شاعر نے کیا ہی خوب ترجمانی کی ہے کہ

رب فرمایا محبوبا زمانے سارے تیرے نیں

عرش والے، فرش والے، دیوانے سارے تیرے نیں

میں خالق ساری دنیا دا، توں مالک ساری دنیا دا

کسے منگتے نوں نا موڑیں، خزانے سارے تیرے نیں[11]

(2)سائل کو منع نہ فرمانا

دنیا جہاں میں بڑے بڑے اسخیا کا یہ حال ہے کہ موجود ہو گا تو دے دیں گے، جمع کر کے رکھیں گے، اپنے لئے بھی رکھیں گے، دوسروں کو بھی دیں گے اور دنیا میں

---

(9) فتاوی رضویہ، 522/28

(10) فتاوی رضویہ، 195/21

(11) یعنی ربّ کریم نے اپنے حبیب سے فرمایا: اے محبوب! اول و آخر ہر زمانہ تیرا ہے یعنی تیری ہی حکومت ہے، عرش و فرش میں ہر جگہ تیرے دیوانے ہیں، میں ساری دنیا کا خالق ہوں اور تجھے ساری دنیا اور سب خزانوں کا مالک بنا دیا، تو کسی سائل کو منع نہ کرنا۔

لاکھوں ایسے ہیں جو بہت کماتے ہیں، جمع بھی کرتے ہیں اور پھر سخاوت بھی کرتے ہیں لیکن ایسوں کی بھی کمی نہیں کہ وہ تبھی خرچ کرتے ہیں جب ان کے پاس جمع ہوتا ہے، جیسے ہی انہیں لگتا ہے کہ اب ہماری آمدن کم ہے تو وہ خرچ سے ہاتھ روک لیتے ہیں یہ اگرچہ بُرا نہیں لیکن قربان جایئے صاحب جودو کرم آقا پر کہ آپ نے نہ جمع فرمایا اور نہ ہی آمدن کی کمی و زیادتی کو کبھی دیکھا بس دیتے ہی رہے، لُٹاتے ہی رہے یہاں تک کہ ایسا بھی ہوا کہ اگر موجود نہ ہوتا تو بھی منع نہ فرماتے، صحابۂ کرام نے تو یہاں تک روایت فرمایا کہ سرکار دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی سائل کو "لَا" نہ فرمایا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ "لَا" یعنی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے جواب میں "لَا" (یعنی نہیں ہے) فرمایا ہو۔[12] مراد یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے دنیا کے مال میں سے کچھ طلب کیا گیا تو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ نہیں دوں گا۔ دینا منظور ہوتا تو عطا فرمادیتے، نہ دینا منظور ہوتا تو خاموش رہتے اور رُخِ انور پھیر لیتے۔[13]

اس بات کی شعر کی صورت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے کیا

---

(12) بخاری، 4/109، حدیث:6034

(13) نزہۃ القاری، 5/573

خوب ترجمانی کی ہے:

مانگیں گے مانگے جائیں گے مُنہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لَا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے (14)

ایک دفعہ ایک سائل حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت بظاہر کوئی مال موجود نہ تھا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے اپنی جانب سے قرض لینے کی اجازت دی اور فرمایا کہ جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا ہم اسے ادا کردیں گے، جنابِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: یَارسولَ اللہ! اللہ ربُّ العزّت نے آپ کو طاقت سے زائد کا مکلف نہیں فرمایا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ بات پسند نہ آئی، انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی: یَارسولَ اللہ! آپ عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل کا خوف نہ کیجئے، یہ سُن کر آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار آئے پھر فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ (15)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بے حساب عطا فرمانا اور اپنے پاس جمع نہ رکھنا، اس کا بیان اِن شآءَ اللہ اگلے ماہ کے شمارے میں آئے گا۔

(3) بے حساب عطائیں فرمانا:

حُضور نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ جود و سخاوت کا بیان اتنا وسیع و کثیر ہے

---

(14) حدائق بخشش، ص225

(15) شمائل ترمذی، ص201، حدیث:338

کہ اس پر سینکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ اور بے لوث و بے لالچ عطا فرمانے والی ذات صرف رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات ہے۔

حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما آپ کی شانِ سَخاوت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی ہیں اور سَخاوت کا دریا سب سے زِیادہ اس وَقْت جوش پر ہوتا، جب رَمَضان میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام مُلاقات کے لئے حاضِر ہوتے، جبریلِ امین علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام (رَمَضانُ المبارَک کی) ہر رات میں حاضِر ہوتے اور رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے ساتھ قراٰنِ عظیم کا دَور فرماتے۔ پس رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ خیر کے معاملے میں سخاوت فرماتے۔[16]

آپ کی بے حساب عطاؤں کا اظہار کبھی یوں بھی ہوتا کہ غیر مسلم کو بھی سوال پر بے حساب نواز دیتے چنانچہ حضرت صَفوان بن اُمَیّہ رضی اللہُ عنہ نے (اسلام لانے سے پہلے غزوۂ حُنین کے موقع پر) بکریوں کا سُوال کیا، جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل بھرا ہوا تھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ سب ان کو دے دِیں۔ اُنہوں نے اپنی قوم میں جا کر کہا: اے میری قوم! تم اسلام لے آؤ! اللہ پاک کی قسم! محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ

---

[16] بخاری، 1/9، حدیث: 6

وسلَّم) ایسی سخاوت فرماتے ہیں کہ فقر (محتاجی) کا خوف نہیں رہتا۔[17]

مزید فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حُنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے، حالانکہ آپ میری نظر میں مَبْغُوض ترین تھے، پس آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے عطا فرماتے رہے، یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین ہو گئے۔[18]

غزوۂ حُنین میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس قدر کثرت سے سَخاوت فرمائی جس کا اَندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت سوں کو 100، 100 اُونٹ عطا فرمائے۔[19]

حضور سیّدی اعلیٰ حضرت یومِ حُنین کی سخاوت کے بارے میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم (یعنی بکریوں وغیرہ) سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہولئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو!

---

[17] مسلم، ص973، حدیث:6021، شرح الشفاء للقاری، 1/257

[18] ترمذی، 2/147، حدیث:666

[19] بخاری، 3/118، حدیث:4336

جلدی نہ کرو، وَاللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔[20]

کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ اپنے بدنِ مبارک پر پہنا ہوا کپڑا بھی عطا فرمادیا جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی، اس نے عرض کیا: یَارسولَ اللہ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے، میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ضرورت تھی، اس لئے آپ نے وہ چادر لے لی، پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہماری طرف نکلے اوراسی چادر کو بطورِ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہُ عنہ نے دیکھ کر عرض کی: کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اُٹھ گئے، پھر واپس تشریف لائے اوروہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے اس سے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ وہ صحابی رضی اللہُ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے صرف اس لئے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہ چادر (بطورِ تَبرُّک) میرا کفن بنے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔[21]

---

[20] ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص122، بخاری، 2/260، حدیث:2821 ملخصاً
[21] بخاری، 4/54، حدیث:5810 ملخصاً

عطائے سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعض نظارے ایسے بھی تھے کہ کسی سے اُس کی چیز خرید کر اُسی کو یا اس کے گھرانے کے کسی دوسرے فرد کو عطا فرمادیتے جیسا کہ غزوۂ "ذَاتُ الرِّقَاع" سے واپسی کا سفر جاری تھا، حضرت جابر بن عبدُاللہ رضی اللہُ عنہ کا اونٹ کافی لاغر اور کمزور تھا، بار بار لشکر سے پیچھے رہ جاتا، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اونٹ کی یہ حالت دیکھی تو اسے ایک لکڑی ماری، وہ اونٹ اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ اب دوسرے صحابۂ کرام کی اچھی اچھی سانڈنیوں سے بھی آگے نکل جاتا تھا، حضرت جابر اونٹ کی رفتار کم کرتے ہوئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے برابر میں حاضر ہوئے اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے باتیں کرتے کرتے چلنے لگے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے جابر! تم یہ اونٹ مجھے بیچتے ہو؟ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ نے بلا معاوضہ تحفۃً پیش کرنا چاہا لیکن سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قیمتاً خریدا اور ایک اوقیہ سونا قیمت ٹھہری۔ مدینہ شریف پہنچنے کے بعد اگلے دن حضرت جابر اونٹ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے لائے اور مسجد نبوی شریف کے باہر باندھ دیا، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ حضرت جابر کا ہے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو بلایا اور فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے اونٹ کو لے جاؤ یہ تیرا ہی ہے اور پھر حضرت بلال رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: جابر کو لیجا کر اسے ایک اوقیہ دے دو، حضرت بلال نے اُنہیں اونٹ کی قیمت میں ایک اوقیہ اور کچھ زیادہ مال دے دیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ جب تک میرے پاس رہا میرا مال بڑھتا ہی رہا۔[22]

اسی طرح ایک موقع پر امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عُمر فاروق رضی اللہُ عنہ سے ایک اونٹ خریدا اور انہیں کے لختِ جگر حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کو ہبہ فرما دیا۔[23]

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دَھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کِھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

(4) اپنے پاس جمع نہ رکھنا:

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جُود و سخا کا ایک عظیم پہلو غَنا یعنی بے نیازی تھا۔ آپ مال جمع نہیں رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ کبھی آپ پر زکوٰۃ فرض نہ ہوئی، آپ کے خادمِ خاص حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: کَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللہُ

---

(22) سیرتِ ابن ہشام، ص 384 ملخصاً

(23) بخاری، 2/23، حدیث 2115۔

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ یعنی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دوسرے دن کے لئے کچھ بھی جمع نہ فرماتے تھے۔(24)

تھوڑا بہت مال کہیں سے بھی مفت میں مل رہا ہو تو عموماً ہر بندہ دیانتداری کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن اگر کہیں سے ڈھیر سارا مال بغیر محنت مل رہا ہو تو کئی لوگ بہک بھی جاتے ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ اگر اپنی محنت اور کمائی کا ڈھیر سارا مال جمع ہو اور اس کی زکوٰۃ لاکھوں میں بن رہی ہو تو کئی لوگ اس پر بھی چونک جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا مال کم ہو جائے گا، لیکن قربان جایئے مالکِ خزائنِ کائنات، جنابِ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ جود و سخا پر کہ کبھی کچھ جمع ہی نہ فرمایا بلکہ ایک موقع پر تو اُحد پہاڑ کو دیکھ کر یہاں تک فرما دیا کہ اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو بھی میں پسند نہیں کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس ایک یا تین راتوں سے زیادہ رہ جائے، سوائے اُس کے کہ جو قرض ادا کرنے کے لئے روکوں۔(25)

ایک روز سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عصر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرتے ہی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر میں تشریف لے گئے اور پھر جلد ہی واپس تشریف لے

---

(24) شمائل محمدیہ، ص200، حدیث:337

(25) بخاری، 4/179، حدیث:6268

آئے، صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو تعجب ہوا، حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا: مجھے نماز میں خیال آگیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے، مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کر دینے کے لئے کہہ آیا ہوں۔(26)

حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آپ کا خزانچی ہونے کا شرف حاصل ہے، انہوں نے ایک بہت ہی پیارا واقعہ ذکر کیا کہ

رسولُ اللّٰہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جو کچھ ہوتا، اسے خرچ کرنے کی ذِمّہ داری میری ہوتی تھی، بِعثت سے وفات شریف تک یہ کام میرے حوالے رہا۔ جب کوئی بے لباس مُسلمان آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آتا تو آپ مجھے حکم فرماتے اور میں کسی سے قَرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اُڑھاتا اور کھانا بھی کھلاتا۔ ایک دن ایک مُشرِک میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے بلال! تم میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا کرو، میرے پاس کثیر مال ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا، ایک دن میں وُضو کر کے اَذان دینے کیلئے کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مُشرک کئی تاجروں کے ہمراہ میرے پاس آیا اور مجھے بہت بُرا بھلا کہا اور کہنے لگا: تمہیں کچھ مَعلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں۔ میں نے کہا: وَقْتِ وعدہ قریب آگیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی رہ

---

(26) بخاری، 1/296، 411، 482، حدیث: 851، 1221، 1430

گئے ہیں، اگر اس مُدّت میں تم نے قرض اَدا نہ کیا تو میں تمہیں غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تم پہلے چرایا کرتے تھے۔ یہ سُن کر مجھے فکر دامن گیر ہوئی۔ یہاں تک کہ میں عشاء کی نماز پڑھ چکا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اپنے کاشانۂ اَقدس میں تشریف لے گئے، میں اجازت لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔ وہ مُشرک جس سے میں قرضہ لیتا ہوں، اس نے مجھے ایسا ایسا کہا ہے، آپ کے پاس بھی اَدائے قرض کے لئے کچھ نہیں اور میرے پاس بھی کچھ نہیں، وہ مجھے پھر رُسوا کرے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں مسلمانوں کے پاس چلا جاؤں اور جب اللہ پاک اپنے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اتنا مال عطا فرمادے کہ جس سے میرا قرض اَدا ہو جائے تو میں اِن شآءَ اللہ واپس آجاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے نکل آیا۔ صُبح کے وَقْت جانے کے اِرادے سے جب میں باہر نکلا تو ایک شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اے بلال! رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو بُلایا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامان سے لَدے ہوئے چار اُونٹ موجود ہیں۔ میں نے اندر آنے کی اِجازت مانگی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مُبارک ہو! اللہ کریم نے تمہارے قرض کی اَدائیگی کا سامان کر دیا، پھر فرمایا: تم نے چار اُونٹ دیکھے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ حاکمِ فَدَک نے بھیجے ہیں، یہ ان پر لَدا ہوا غَلّہ اور کپڑے سب تم رکھ لو اور ان کے ذریعے اپنا قرضہ ادا کر دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے

ایسا ہی کیا، پھر میں مسجد میں آیا اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سلام عرض کیا، تو آپ نے پُوچھا! اس مال سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ میں نے عرض کی، اللہ پاک نے وہ تمام قرض اَدا فرما دیا، جو اس کے رسول پر تھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اس مال میں سے کچھ باقی بھی بچا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے اس سے بھی سَبُکدوش (بے تَعلُّق) کرو! جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ لگے گا، میں گھر نہیں جاؤں گا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ عشا سے فارغ ہوئے تو مجھے بُلا کر اس بقیہ مال کا حال دریافت کیا، میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رات کو مسجد ہی میں رہے۔ دُوسرے روز نمازِ عشا کے بعد مجھے پھر بُلایا، میں نے عرض کی: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کریم نے آپ کو سَبُکدوش کر دیا۔ یہ سُن کر آپ نے تکبیر کہی اور خُدا کا شکر اَدا کیا، کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور وہ مال میرے پاس ہو۔ اس کے بعد میں حُضُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے چلنے لگا، یہاں تک کہ آپ کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔ (27)

ایک مرتبہ بحرین سے کچھ مال رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر کیا گیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اسے مسجد میں ڈال دو، پھر آپ نماز کے لئے

---

(27) ابو داؤد، 3/230 تا 232، حدیث: 3055 ملخصاً

تشریف لے گئے، آپ نے مال کی جانب قطعاً توجہ نہ فرمائی، نماز ادا فرمانے کے بعد تشریف لائے اور اس مال کے پاس بیٹھ گئے، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور عرض کی: یَارسولَ اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگِ بدر کے دن میں نے اپنا اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا تھا، حضور علیہ الصّلوۃُ والسّلام نے فرمایا: لے لو، حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں (بہت سا مال) ڈال لیا، راویِ حدیث حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوۃُ والسّلام ایک دِرہم کے باقی رہ جانے تک وہیں جلوہ فرما رہے۔[28]

راشد علی عطاری مدنی

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل

(برانچز: پاکستان، انگلینڈ، ہندوستان)

https://wa.me/923126392663

---

(28) بخاری، 1/162، حدیث: 421، 2/365، حدیث: 3165، عمدۃ القاری، 3/410، تحت الحدیث: 421

”ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ“ انٹرنیشنل

”ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ“ الحمدللہ تحقیق و تصنیف کی تربیت کرنے والا اہل سنّت کا واحد آن لائن ادارہ ہے۔

اس ادارے سے اب تک 75 کورسز کے مجموعی طور پر 135 سے زائد بیچز میں 12 ہزار سے زائد طلبہ، علما، محققین، ایم افل، پی ایچ ڈی اسکالرز اور اہل قلم حضرات شرکت کر چکے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم ﷺ کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تلاوت عشق رسول میں ڈوب کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد علی عطاری مدنی

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل

(برانچز: پاکستان، انگلینڈ، ہندوستان)

https://wa.me/923126392663

تحقیق و تصنیف سیکھنے کا سچا جذبہ ہے تو آیئے ہمیں جوائن کیجیے یہ کورس 02 ستمبر کو شروع ہو چکا ہے، اب بھی داخلہ ہو سکتا ہے، سابقہ کلاسز کی ریکارڈنگ بھی مل جائے گی۔

مقالہ کیسے لکھیں؟

انتخاب عنوان سے تکمیل تک کے تمام مراحل کا تفصیلی تعارف مع پریکٹیکل

3 ماہی التخصص فی التحقیق والتصنیف

قرآنی، حدیثی، فقہی، تاریخی، اخلاقی اور سیرت و تصوف کے سینکڑوں

- مضامین کیسے لکھیں؟
- مقالات کیسے لکھیں؟
- نئے عنوانات کیسے بنائیں؟
- مطالعہ کو تصنیف کیسے بنائیں؟
- مواد کیسے اور کہاں سے جمع کریں؟
- مضامین کی 130 اہم اصناف کا تعارف

تخصص میں شامل تحقیقی علوم و فنون

عنوان سازی	اختصار سازی
خاکہ سازی	اشاریہ سازی
مضمون نویسی	مناہج تحقیق
مقالہ نگاری	تلخیص و تسہیل
حاشیہ نگاری	مختصر نویسی
تذکرہ نگاری	اقتباسات
تخریج و تحقیق	کتابیات
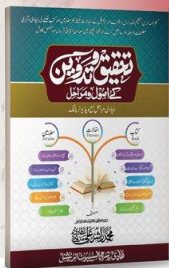
دورانیہ مکمل کورس

(تین ماہ)
2 ستمبر تا دسمبر 2

کورس کی ٹائمنگ

رات 09:45 تا 10:45 ایک گھنٹا

ماہانہ فیس

پاکستان	500 روپے
ہندوستان	350 روپے
دیگر ممالک	10 پاؤنڈ

داخلہ کی آخری تاریخ

یکم ستمبر بروز اتوار
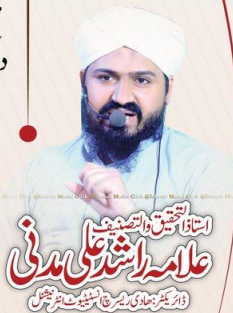
- کلاس آن لائن زوم پر ہوگی
- کلاس کی ریکارڈنگ بھی ملے گی
- سیٹیں مکمل ہونے کی صورت میں داخلے پہلے بھی کلوز ہو سکتے ہیں

استاذ التحقیق والتصنیف
علامہ راشد علی مدنی
ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل

نوٹ: شرکائے کورس کو کتاب کے اسباق کی مکمل پی ڈی ایف اور تحقیق و تصنیف کے 50 کورسز فری دیے جائیں گے۔

ONLY WHATSAPP
+92312-6392663

ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل